(۳۲)

حضرت تائی صاحبہ کا انتقال ☆

(فرمودہ ۲/ دسمبر ۱۹۲۷ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

بعض واقعات بظاہر بہت چھوٹے اور معمولی ہوتے ہیں لیکن اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو سمجھدار انسان کے لئے ان کے اندر بہت بڑا نشان ہوتا ہے۔ وہ واقعہ کے لحاظ سے تو معمولی ہوتے ہیں مگر صداقت کے ثبوت کے لحاظ سے وہ نشان بن جاتے ہیں۔ بسا اوقات ایک فتنہ کھڑا ہوتا ہے مگر وہی ایک بہت بڑا نیک نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ مارٹن کلارک کا مقدمہ جب چلا تو ایک غیر احمدی مولوی جو حضرت مسیح موعود کا سخت دشمن تھا بطور گواہ پیش ہوا حضرت صاحب کی طرف سے ایک غیر احمدی وکیل تھے جو اب تک بھی جماعت میں شامل نہیں ہیں۔ بلکہ مذہبی لحاظ سے کچھ تعصب رکھتے ہیں۔ انہوں نے چاہا کہ اس دشمن سلسلہ مولوی صاحب پر ایک سوال کریں جس سے اس کی اخلاقی گراوٹ اور خاندانی پستی کا اظہار ہو۔ مگر جب حضرت مسیح موعود کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور کہا اس سوال کو مقدمہ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اگر مقدمہ سے اس کا تعلق ہوتا یا کسی اور پہلو سے مد ہوتا تو اور بات تھی مگر خواہ مخواہ کسی کو شرمندہ کرنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ وکیل صاحب نے اصرار بھی کیا کہ بعض اوقات دشمن کی حیثیت گرا دینے سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔ مگر آپ نے اس کو پسند نہ فرمایا اور ایسا سوال کرنے سے روک دیا۔ وہ وکیل صاحب ابھی تک غیر احمدی ہیں۔ مگر مسیح موعود کی ذات کے متعلق بہت اعلیٰ خیالات رکھتے ہیں اور

☆ اصل نام حرمت بی بی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچا مرزا غلام محی الدین مرحوم کی پلوٹھی بیٹی اور حضور کے برادر اکبر مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی اہلیہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چچازاد بہن اور بھاوج تھیں۔ ۳۰ نومبر اور یکم دسمبر ۱۹۲۷ء کی درمیانی شب سو سال سے زائد عمر میں طبعی موت سے فوت ہوئیں۔ (مرتب)

کہا کرتے ہیں آپ بے نظیر انسان تھے۔ کوئی اور شخص ہرگز ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے بھی ملے ہیں کہتے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں کر سکتا کہ ذلیل کرنے والے مخالف کی ذلت کو بھی گوارا نہ کرے۔ کہنے کو تو یہ ایک فقرہ ہے مگر کریکٹر پر کھنے والوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ وہ وکیل صاحب تیس سال گزرنے کے بعد آج بھی اس سے متاثر ہیں۔ سو یہ اگرچہ ایک چھوٹی سی بات تھی مگر اثر کے لحاظ سے اس نے عظیم الشان نتائج پیدا کئے۔ اسی طرح بعض پیش گوئیاں اور نشانات بظاہر گو چھوٹے ہوتے ہیں لیکن ان کی کیفیت پر غور کرنے والوں کے لئے ان میں کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے ایمان میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جس کا علم مجھے کل ہی ہوا ہے۔ گو وہ فرد اور اس کی حالت کے متعلق ہے مگر اس میں کئی پیشگوئیاں ہیں۔ کئی ایک دوستوں نے بتایا کہ ان کو پہلے ہی معلوم تھا۔ مگر مجھے کل ہی معلوم ہوا ہے۔ کل تائی صاحبہ کی وفات کے وقت شیخ یعقوب علی صاحب نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود کا ایک پرانا الہام ہے۔ "تائی آئی" اس کے متعلق پرانے احمدی بتاتے ہیں کہ اس وقت اس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ۔ لیکن ایک ہی سیدھے سادھے معنی اس فقرہ کے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی ایسی عورت جس کا رشتہ تائی کا ہو وہ آجائے۔ آنے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں پاس آنا یا جماعت میں آنا۔ خالی آجانا کوئی پیشگوئی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رشتہ دار آیا ہی کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں تمام کے تمام بڑے لوگ بھی حضرت صاحب کی بھاوجہ کو تائی کے لقب سے پکارتے تھے گویا ان کا نام ہی تائی تھا۔ سلسلہ کی کتابیں پڑھنے والے جانتے ہیں کہ محمدی بیگم کی پیشگوئی کے زمانہ میں وہ اشد ترین مخالف تھیں۔ چونکہ وہ خاندان میں سب سے بڑی تھیں۔ اور پیشگوئی بھی ان کی بہن کی بیٹی کے متعلق تھی۔ اس لئے خاندان کی لیڈر کے لحاظ سے اس وقت وہ اس رشتہ میں روک ڈالنا جس کو وہ خاندانی رسوائی کے مترادف سمجھتی تھیں اپنا فرض سمجھتی تھیں۔ اور ان کے نزدیک ان کا اہم فرض تھا کہ وہ مقابلہ کریں۔ عورتوں کی فطرت کے لحاظ سے بڑی عورت کے لئے عزت اور خاندانی وقار تمام دینی امور بلکہ تمام سیاسیات اور دیگر حالات سے زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود کا مسیح ہونے کا دعویٰ ان کے نزدیک اس قدر اہم نہیں تھا جس قدر خاندانی عزت تھی۔ اور یوں بھی چونکہ بڑوں کے لئے چھوٹوں کی اطاعت مشکل ہوتی ہے۔ اور مسیح موعود تائی صاحبہ سے چھوٹے تھے اور انہوں نے جائداد وغیرہ میں حصہ بھی نہیں لیا تھا۔ اس لئے آپ کا کھانا وغیرہ ان کے ہی گھر سے جاتا تھا۔ اس لحاظ سے بھی وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کی محسنہ سمجھتی تھیں عورتوں میں

یہ احساس قدرتی طور پر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ حضرت مسیح موعود کو اپنا دست نگر تصور کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ
وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک زمانہ تھا جب میں دوسروں کے ٹکڑوں پر بسر اوقات کرتا تھا مگر اب خدا نے مجھے ایسی شان عطا کی ہے کہ ہزاروں ہیں جو میرے دسترخوان سے سیر ہوتے ہیں۔ اس شعر میں اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت اقدس کی جائداد علیحدہ نہیں تھی۔ بھائی کے ہی سپرد تھی۔ اور آپ میں اس کے سنبھالنے کا احساس بھی نہیں تھا چنانچہ آپ کے والد بھی کہا کرتے تھے کہ یہ جائداد نہیں سنبھال سکے گا۔ پس اندریں حالات تائی صاحبہ کا ایمان لانا بڑا مشکل امر تھا۔ دلیل اور مذہبی پہلو سے نہیں بلکہ خاندانی لحاظ سے۔ کیونکہ ان کے نزدیک دونوں کی حیثیت مالک و نوکر کی تھی۔ وہ آپ کو ایک غریب آدمی سمجھتی تھیں جو کام وغیرہ کچھ نہیں کرتا تھا اور ان کے ٹکڑوں پر پلا تھا۔ ان حالات میں وہ کبھی گوارا نہ کر سکتی تھیں کہ آپ ان کی بہن کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے میں کامیاب ہو جائیں وہ چونکہ سب سے بڑی تھیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ مخالف تھیں۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کی مخالفت بہت زیادہ تھی۔ رشتہ داروں نے آپ سے ملنا ترک کر دیا تھا اور آپ بھی ان سے نہیں ملتے تھے۔ بلکہ خاندان والوں کی مخالفت کا یہ عالم تھا کہ والدہ صاحبہ سناتی ہیں۔ حضرت صاحب کے ننھیال میں ایک بڑی عمر کی عورت تھیں۔ وہ بین ڈالا کرتی تھیں کہ چراغ بی بی کے لڑکے کو کوئی دیکھنے بھی نہیں دیتا۔ حضرت مسیح موعود کو چور اور ڈاکوؤں کی طرح علیحدہ رکھا جاتا تھا۔ کیونکہ ان کو خاندانی عزت کو بٹہ لگانے والا سمجھا جاتا تھا۔ ان حالات میں یہ قیاس کرنا کہ تائی احمدی ہو جائے گی بظاہر ایک غیر معمولی بات تھی۔ انسان کا دل بدل سکتا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ حالات کیا کہتے ہیں؟ ایسے وقت میں آپ کو الہام ہوا "تائی آئی" تائی صاحبہ حضرت صاحب کی بھاوج تھیں۔ اس لئے ان الفاظ سے یہ مراد تھی کہ آپ اس وقت بیعت کریں گی جس وقت بیعت لینے والے سے ان کا تعلق "تائی" کا ہو گا۔ اگر انہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کرنی ہوتی۔ الہام کے یہ الفاظ ہوتے "بھاوج آئی" اور اگر حضرت خلیفہ اول کے عہد میں بیعت ہوتی تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ مسیح موعود کے خاندان کی ایک عورت آئی مگر تائی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا لڑکا جب آپ کا خلیفہ ہو گا تو اس کے ہاتھ پر بیعت

کریں گی۔ کیونکہ اگر آپ کی اولاد سے کسی نے خلیفہ نہیں ہوناتھاتو تائی کالفظ فضول تھا۔ اس الہام میں دراصل تین پیشگوئیاں ہیں۔ اول یہ کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد میں سے خلیفہ ہوگا۔ دوم یہ کہ اس وقت تائی صاحبہ جماعت میں شامل ہوں گی۔ تیسرے تائی صاحبہ کی عمر کے متعلق پیشگوئی تھی۔ اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعود جن کی اپنی عمر اس وقت ۷۰ سال کے قریب تھی ایک ایسی عورت کے متعلق پیشگوئی کرتے ہیں جو اس وقت بھی عمر میں ان سے بڑی تھی کہ وہ زندہ رہے گی اور آپ کی اولاد سے ایک خلیفہ ہوگا جس کی بیعت میں شامل ہوگی۔ اتنی لمبی عمر کا ملنا بہت بڑی بات ہے۔ انسانی دماغ کسی جوان کے متعلق بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا۔ چہ جائیکہ بوڑھے کے متعلق کہا جائے۔ پس یہ ایک بہت بڑا نشان ہے۔ گویا ان کا بیعت کرنا اور میرے زمانہ میں کرنا پھر حضرت مسیح موعود کے بیٹوں میں سے خلیفہ ہونا کئی ایک پیشگوئیاں ہیں جو دو لفظوں میں بیان ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس قسم کی روایات اور احساسات پرانے خاندانوں میں پائے جاتے ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ عظیم الشان تغیر ہے کہ تائی صاحبہ نے بیعت میں شامل ہونے کے بعد وصیت بھی کردی تھی۔ پہلے تو وہ اس کی بھی مخالف تھیں کہ حضرت مسیح موعود کو آبائی قبرستان کی بجائے دوسری جگہ دفن کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس وقت کہلا بھی بھیجا کہ آپ کو جدی قبرستان کی بجائے دوسری جگہ دفن نہ کیا جائے کیونکہ یہ ایک ہتک ہے۔ اور بعد میں بھی کئی سال تک اس پر معترض رہیں۔ مگر پھر ان کی یہ حالت ہوگئی کہ خود وصیت کی اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ ایک سمجھدار انسان کے لئے یہ بہت بڑا نشان ہے۔ ظاہر میں تو یہ معمولی بات ہے جو ایک شخص کے متعلق ہے مگر اس میں صداقت کے ثبوت کے کئی ایک پہلو ہیں۔ اور جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اکثر لوگ نشانات سے آنکھیں بند کرکے گزر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کی ہدایت کا وقت آجائے۔ غرض کہ سوچنے والے کے لئے اس میں بہت بڑا ثبوت ہے۔ وہ لوگ جو مانتے نہیں ان کا غور نہ کرنا تو عجیب بات نہیں۔ مگر مان کر غور نہ کرنے والوں کی حالت زیادہ افسوس ناک ہے۔ اگر ماننے والے ان نشانات میں غور کریں۔ تو ان کے اندر ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں ان کو حاصل ہوں۔ اور وہ اپنی موجودہ قربانیوں پر غور کرکے شرمندہ ہوں کہ ان کو بہت آگے بڑھنا چاہئے تھا۔ اور وہ مقام جہاں کھڑے

ہیں بہت ادنیٰ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہم کو غور کرنے کی توفیق دے

(الفضل ۹/ دسمبر ۱۹۲۷ء)

لہ تذکرہ صفحہ ۴۸۱ ایڈیشن چہارم